

# قصیدہ بُردہ

پراعتراضات کا علمی جواب

تصنیف

شخصی بن مالک (رضی)

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلیکیشنز

# قصیدہ بردہ

پرامترانات کا ملی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دہلی)

ترجمہ

منشی محمد خاں قادری

کاوان اسلام پبلیکیشنز

205- جامعہ رضویہ شادمان-1- لاہور

☎ 7580004-7594003

## میزان حروف

امام ابو حمزہ ثمالیؒ نے مضمون **میزان حروف** کی مدح میں مشہور قصیدہ لکھا جس کی شروعات اکاہرین امت نے تحریر کی۔ یہ قصیدہ مبارک امات کے اکثر اصحاب معرفت کا ذلیلہ رہا اور مسلسل جاری ہے۔ اس دور میں بعض اہل بدعت نے اس قصیدہ کو شرکیہ قرار دے دیا اور آئے دن اس کے اشعار پر مختلف قسم کے اعتراضات کرتا رہا تاہم ذیل پرہیزگاروں نے اس میں غلطی سے دو اشعار یا کرم الخلق۔ اے۔ پر طعن و تشنیع کی۔ عالم عرب کے مشہور عالم شیعہ بن مانع مدظلہ مدنی نے اس کے رد میں "القول المبین فی بیان علو مقام خاتم النبیین ﷺ" سے مقالہ لکھا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کاروان اسلام کے سربراہ محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ نے اس اہم مقالہ کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، افادہ عام کے لیے ہم اسے شائع کرنے کی سعادت پارہے ہیں۔

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	قصیدہ بردہ بر اعتراضات کا علمی جواب
تصنیف	شیخ علی بن مانع (دعویٰ)
ترجمہ	مشتقی محمد خان قادری
ذریعہ اشاعت	محمد محبوب الرسول قادری
بار اول	جنوری 2003ء
ناشر	کاروان اسلام 205 جامعہ رضائیہ شادمان لاہور
	فون 7594003-7580004
قیمت	15 روپے

## ملنے کے پتے

جامعہ رضائیہ 205 شادمان لاہور	جامعہ اسلامیہ اہل فقیہ روڈ اسلامیہ پارک لاہور
غیاہ القرآن جلی کیشز شیخ علی روڈ لاہور	فریڈ یک سالن اردو بازار لاہور
مسلم سٹوری روڈ مارکیٹ شیخ علی روڈ لاہور	کتبہ رضویہ دور مار مارکیٹ نزد سٹا ہوٹل لاہور
کتبہ نیو شیخ علی روڈ لاہور	کتبہ تمثال کرم شیخ علی روڈ لاہور
کتبہ فیض جامعہ رضائیہ گرمی شاہ روڈ لاہور	لاہور قادری رضوی کتب خانہ شیخ علی روڈ لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور - ایچ بی سن ہاؤسنگ سوسائٹی، ٹھکانہ نیاز بیگ لاہور۔

۵ فروری ۲۰۰۲ء - عیم بنگلی کٹیر

۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء

ملک محبوب الرسول قادری

مدہ ختم

ماہنامہ "سوسے" قیام لاہور

اہم اہل علم و کرامات

کاروان اسلام

غبار و اجاز

## حرف آغاز

یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور امام شریف الدین ابو عبد اللہ محمد بن حماد بن عسیری الشافعی ۷۹۳ھ نے  
 لکھی۔ اس میں اللہ کی بزرگوار صفات پر خوش کرتے ہوئے قصیدہ پروردگار کا ذکر ہے۔ اس کی مقبولیت  
 اور شہرت کا عالم یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے  
 دل سے اس سورت کو پڑھتے ہیں۔ (المنہج الصالح ۱۰۶)

اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے  
 گھروں اور مساجد میں اسے قرآن کی طرح  
 پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

اس سورت کا نام شہزادہ امام شہناوی اور عالم قادری حبیب اللہ رحمہ اللہ علم و معرفت نے اس کی  
 حواشی لکھیں۔ ان میں بڑے بڑے محدث اور مشرکین شامل ہیں ان میں سے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر  
 اس قصیدہ کی تالیف کی اور لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی بلکہ ان شروعات کو اپنے لئے ذریعہ  
 اہم سمجھا لیکن ہمارے دور میں کچھ کم مطالعہ لوگوں نے اس پر غور کیا ہے اسے اس شریک قصیدہ قرار  
 دیا اور صرف اس کے پڑھنے سے ہی شغف پکڑ لیا بلکہ اسے قانونی جاتی کیا یا اپنے لوگوں کی  
 اسے عالمی تجویز نہایت ہی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق بخش تھی، فتح و غلبہ رحمہ اللہ تعالیٰ  
 اور ائمہ اربعہ اوقف دی (کوہ غفرانی جنہوں نے اس قصیدہ کے بعض اشعار پر اعتراضات کی خوب غزلی  
 ہے جن اشعار پر غور کیا گیا وہ یہ ہیں۔

بِسْمِ الْاَكْرَمِ الْخَلْقِ مَالِي مِنَ الْوَدِيهِ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ  
 وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولُ اللَّهِ جَاهُكَ بِنِي  
 اِذَا الْكَرِيمُ تَحَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ  
 لَمَّا مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا  
 وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ  
 (اسے تمام حقوق سے محروم روز قیامت میں جہانک حالت میں میرا آپ کے ہوا کوئی نہ ہوگا جن  
 کی میں پناہوں اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا کامرے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفت اقام و غضب نہایت ہی  
 اعلیٰ درجہ کی اور نہایت آہستہ کے دروازہ ہوا جس سے ہر ایک کو علم آپ کے علم کا جز ہے)

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مِنَ الْوَدِيهِ  
 سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولُ اللَّهِ جَاهُكَ بِنِي  
 اِذَا الْكَرِيمُ تَحَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا  
 وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

کچھ شاربہاں کے توالے سے کچھ مصنف نے خوب لکھا ہے بعض حوالہ جات ہم بھی یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔

۱۔ ملک الخلد، قاضی شہاب الدین دولت آبادی، التوفی ۹۳۹ھ، "فہم علموںک علم اللوح والقلم" کے تحت بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای الدلیلیہ والاخریۃ فسطورۃ من بحر  
جودک ذو علم اللوح والقلم، قبیل  
من علومک الدینیۃ الی اعطاک اللہ  
تعالیٰ، و ما فی اللوح لہ نہایۃ و لیس  
لعلومک بالحدک نہایۃ اذھو ینبع من  
بحار علومک  
(شرح قصیدہ: ۱۲۳۳)

۲۔ قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کی شرح میں شیخ جمال بن نسیر ارباباکی متوفی ۹۵۰ھ رقم طراز ہیں۔

"و من بعض (علومک) النبی  
علمک اللہ تعالیٰ، و علم اللوح ای  
علم عالمیہ وھو فی الہواء فوق السماء  
السابعة طرہ ما بین السماء والأرض  
و عرصہ ما بین المشرق والمغرب،  
وھو من درۃ بیضاء کذا فی بعض  
التفسیر و علم (القلم) الذی کتب بہ  
الکائنات فی اللوح، فاذا کان جھدک  
فی الجود العلم بہذا المشابہ کیف

بمصلح بشفاعۃ شخص محتاج

(شرح قصیدہ: ۲۱۰)

جو علم کے ذریعے "لوہ" پر کائنات کے متعلق  
لکھا گیا ہے۔ جب جود علم میں آپ کا یہ مقام  
ہے لہذا محتاج بند و شفاعت سے یہ محروم رہے گا۔

۳۔ حضرت اسماعیل قادریؒ ۱۱۶۷ھ نے ان اشعار کے تحت خوب لکھا۔ یہاں مغول کی طرف اشارت یعنی  
توہل کا علم لوح و قلم کے بارے میں لکھا یہاں اس سے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

قبیل اللہ مضاف الی المفعول ای علم  
الناس باللوہ والقلم فاحتاج الی  
القول بان فیہ اقوالا وقیل ان اللہ  
تعالیٰ اعلمہ ما کتبہ القلم فی اللوح  
المحفوظ وھو علم الاولین والآخرین  
وھو الاظہر و توضیحہ بان المراد  
بعلوم اللوح ما البت فیہ من القوۃ  
القدسیۃ الصور الغیبیہ و بعلم القلم بہ  
کما شاء والاضافۃ لادنی ملا یمس و  
کون علمہما من علومہ تنوع الی  
الکلیات والمہملات وحقائق ودقائق  
وعوارف ومعارف یعلق بالذات  
و الصفات و علمہا یكون مسطرا من  
مسطور علمہ و نہرا من بحور علمہ ثم  
مع هذا ھو من بركة و جودہ علی ما  
نقل انہ ورد اول ما خلق اللہ نوری ای  
فمنظر الیہ تعالیٰ نظر حیۃ فانیق  
صغیر فینق من نصفہ الکونین و ھو  
المراد بالقلم والذاد داوول ما خلق اللہ  
القلم فلا تعارض وانما حصل ان الدنیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرما دیا جو کلمہ لے  
لوح محفوظ پر رقم کیا اور وہ تمام اولین و آخرین  
کا علم ہے اور یہی ظاہر ہے۔ جس کی توفیق یہ  
ہے علم لوح سے مراد جو کلمہ قلم مقدس کے  
ذریعے صورتیں میں لکھا گیا ہے اور علم اقلیم  
سے مراد جیسا اس نے (اللہ تعالیٰ) چاہا اور  
یہاں علم کی اضافت اولیٰ ملامت کی وجہ سے  
ہے اور لوح و قلم کا علم کے علوم کا ایک حصہ ہے  
جس کی کثرت اقراء کلیات، جزائیات، اعتنائ  
و دقائق پر مشتمل ہے اور ایسے کارنامہ اور معارف  
جو ذات و صفات ہادی سے متعلق ہے۔ اور لوح  
و قلم کا علم آپ کے علوم کے سامنے ایک سطر  
ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے  
سمندر میں سے مقابلہ میں ایک تیر ہے اور پھر  
سامانی کائنات آپ کے جود و تقدس کی برکت  
سے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے  
ارشاد فرمایا ہے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے  
ذو کو پیر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف  
سے تیر پر، تو اس کے بعد وہ مجھے پھر ایک  
تھک سے کوئین کو تیر فرمایا (کوئین سے

مرا دھم ہے۔ اس لئے فرمادہ: **كُلُّ مَا خَلَقَ اللَّهُ**  
**الْقَلَمُ** (سب سے پہلے اللہ قلم ہی نے خلق کیا)  
 کو پید فرمایا) قرآن میں ناقص رہی نہ رہا  
 -

خلاصہ کا یہ ہے کہ کیا وہ آخرت آپ کے وجود  
 مسعود کا ہی ثمر ہے اور جو قسم سے لوح پر ظاہر کیا  
 وہ آپ کے حارف و معانی کے اسرار اور آپ  
 ﷺ کے علوم کے انوار میں ہے۔ اس شعر  
 میں اس طرف اشارہ ہے کہ منصب باللہ تعالیٰ  
 کے بارے میں علم و معرفت ہر مخلوق پر ہو چکی ہے  
 سے ہوا ہے جیسے کہ مقتول ہے اللہ تعالیٰ کے قسم  
 پر غفلت کو کون سی شفقت کما لایمن ہے۔

س ملک اعلیٰ، بحر اعلیٰ مولد میرا یعنی حضرت محمد ﷺ کے علوم کے بارے میں قیصر تھیں۔  
 و علمہ علو ما بعضہا ما حتی علیہ  
 القلوب الاعلیٰ وما استطاع علی احاطتہا  
 البصوح الانسانی لم یلہ الدھر مثله من  
 الازل و لیس یولد الی الابد فلیس لہ فی  
 السموات والارض کفو احد  
 (حاشیہ الدارۃ السکریہ ۳۰۶)

اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص فضل سے ہم سب کو اپنی بارگاہ یکس بنا اور اپنے تمام مقبول بندوں  
 خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے احزاب و تہذیب کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد بن قاری

خادم

کاروان اسلام  
 بروز جمعرات پورتنہ عشاء  
 ۲۱ جنوری ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الفصل الصلاة و اکمل التسلیم علی سیدنا  
 محمد و علی آلہ الطیبین و اصحابہ اجمعین۔

حمد و صلوة کے بعد!

اس وقت امت مسلمہ پر فرائض کا جو بوجھیں پل رہی ہیں وہ اس کے جسد کے لیے  
 نہایت ہی خطرناک ہیں، اس موقع پر لازم یہ ہے کہ ہم اختلافات کو ختم کر کے ان اسلام کے  
 دشمنوں کے سامنے صف و احدی صورت میں پہنچے ہوں جو دین اسلام کو مٹانے کے درپے  
 ہیں لیکن ہم دے ہاں ایک ایسا فرقہ ہے جو امت کو زخمی کر رہا ہے، وہ عقائد و مذہب کے ایسے  
 مسائل اٹھا رہا ہے جس سے امت مسلمہ کے بارے میں سوچیں پیدا ہو رہا ہے اور وہ اپنے پیغمبر  
 شہور کے امت کو شرک اور کفر قرار دے رہا ہے۔ وہ خواہش نفس پر سوار، آراء میں متصب  
 اور فکر میں منتشر ہے کوئی وقت ایسا نہیں گزر رہا جب ہمارے کانوں میں ان کے یہ غلام افکار سننے  
 میں نہ آتے ہوں اور دیکھنے سے آنکھوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو وہ ان ذریعہ انکار کے ذریعے  
 عوام مسلمین کو گمراہ کر رہا ہے، ان کو جانوں و نفسوں کا شہرہ اور سنت کا رونا کر رہا ہے، با

ضرورت مقالہ۔

ہم نے محسوس کیا کہ ان امور کی حقیقت دوران میں غلطی و غرائبی کا واقعہ کرنا ہم پر لازم  
 ہے تاکہ دیکھ میں نہ جانے والوں کا دہم ختم ہو مسلمانوں کے دلوں میں الحق پر یقینی کا ازالہ  
 اور حق باطل سے ممتاز و آشکار ہو جائے، مجھے جو اس وقت پر یقینی الحق ہوئی تو اس کا سبب  
 ان یقین کا عارف باللہ امام تیسری کے بعض اشعار کے واسطے سے اس سلسلہ پر ہے۔  
 تاکہ انھیں کسی حدیث سے مسلمان نہ بنے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان  
 سے استہرا ہے آ رہے ہیں، ہمارے محمد میں کوئی ایک بھی نہیں جس نے انھیں غلام نہ بنے۔



تمام نے انھیں مستحسن ہی کہا، امت کا اس مبارک عقیدہ کو سہارا اس کی قبولیت پر خلافت ہے لیکن شیخ مذکور (اللہ ہمیں اور ان کو ہدایت دے) کو یہ قبولیت پسند نہیں آئی اور ان اشعار پر تنقید کر ڈالی۔

یَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مِنْ الْوَلَدِہ  
ان لم تكن في معادى اخذ ابدي  
فصلاً والاقل بسالة التقديم  
فان من جودك الدنيا وضرتها  
و من علومك علم اللوح والقلم  
شیخ ابن عثیمین کا کہنا یہ ہے کہ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھیں ہیں، اس شاعر نے حضور ﷺ کے لیے یہ اوصاف کیے ثابت کر دیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالف ہو کر کبر ہا ہے فان من جودك الدنيا وضرتها من تعریف ہے، دنیا سے دنیا اور مشرہ سے مراد آخرت ہے۔ جب دنیا و آخرت دونوں جود رسول ﷺ کا کلی نہیں، بلکہ اس کا بعض قرار دے تو اللہ عزوجل کے لیے کیا رہ گیا؟ اس کے لیے ممکنات سے کوئی شے نہ دنیا کی اور نہ آخرت کی۔ اس طرح سے مصرعہ "و من علومك علم اللوح والقلم" یہاں بھی من بعض کے لیے ہے، جب ہم نے حضور ﷺ کے بارے میں اس قدر علم ثابت کر دیا تو اب اللہ تعالیٰ کے لیے کونسا علم رہ گیا؟

شیخ ابن عثیمین کا رد:

ان شبہات کے تھیں پہلے ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہے؟

۲۔ کیا اللہ تعالیٰ کا علم محدود ہے؟

۳۔ کیا اللہ تعالیٰ کا علم محدود ہے؟

۴۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں؟

یہ سب سوالات کا جواب مسلمان بھی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کمال کی کوئی انتہا

اس اور ان کی صفات کی حدود ہیں کیونکہ اس کی مثال ہے:

فیس كمشله نسی و هو السمع البصير  
اس کی کوئی مثال نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

جو شخص باری تعالیٰ کی ذات یا صفات کو محدود سمجھتا ہے یا اس کے علم کو مخلوق (مثلاً لوح محفوظ) میں تصور کرتا ہے تو وہ صراط مستقیم سے بہت گمراہی میں چلا گیا کیونکہ اس نے اسلام کے سب سے بنیادی رکن توحید کو گرا دیا کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کے افعال کو مشابہت مخلوق سے پاک کر دیا جائے۔ قارئین گرام! آپ اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و فضل سے انہی اشیاء کی مزید تفصیل ملاحظہ کریں گے۔

### عقیدہ پر خطرناک اثرات

جب آدمی ان عقیدوں کا کلام پڑھتا ہے تو سوچتا ہے کہ واقعہ انھوں نے یہ بات کہی ہے یا سہت لسانی ہے، یاد رہے ان کی یہ گفتگو پہلے ایک جگہ میں شائع ہوئی، بعد میں اسے کتابی شکل دی گئی۔ ظاہر ہے ان کی اجازت سے سب کچھ ہوا، یہ کچھ نہیں آری انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو محدود کیے کر دیا اور اس کے علم کو محدود کیے تصور کر لیا؟

ہر آدمی یاد کرتا ہے کہ عقیدہ مسلم میں یہ بات بنیادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں، اس لیے ہمیں یہ گفتگو نہایت ہی خطرناک محسوس ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے علم و کرم کو مخلوق کے علم و کرم کی طرح قرار دے دیا گیا، حالانکہ مخلوق میں یہ صفات متناہی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے غیر متناہی ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کا غرور و جمل سے متصف ہونا لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو متناہی کہا، اس نے کبر و برائی کا ارتکاب کیا اور عقیدہ اسلامیہ کی جڑ کاٹ دی۔

ابن عثیمین نے فتویٰ میں جو کلمہ ہے "مست پڑتے اور غور کیجئے وہ کہتے ہیں جب دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود کا بعض ہیں نہ کہ کس تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے دنیا و آخرت

کی کوئی شے رہ جائے گی؟ کیا تم خود اسے صفات الہیہ کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھ رہے۔ اس کلام میں یہ خطرہ موجود ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کو دائرہ مخلوق میں منحصر کر دیا ہے اور یہ اس کی صفات کے محدود ہونے پر مشابہ ہے۔ جب اس کی صفات محدود ہے تو اس کا اثر اس کی ذات القدس تک جائے گا کہ وہ بھی محدود ہو جائے، یہ عقیدہ خالق کی تقدس میں تنزیہ کے منافی ہے اور اس کے اس سوال کے بھی منافی جس کے بارے میں یہ اتفاق ضروری ہے کہ اس کی کرم کی حد نہیں اور نہ اس کے کرم وجود کی کوئی حد ہے۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اثر اور اثراتی کو کیا سمجھا جو حد پر تک ہی ملے ہے، جسے نام حاکم، مژدہ اور ائین مایہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اعلیٰ اللہ مایہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اولکم و اخرکم و  
انسکم و جنکم فاموا فی صعیب  
واحد فسالونی فاعطیت کل  
واحد مسالہ ما نقص ذلک من  
ملکی الا کما تنقص المعیط اذا

ادخل فی البحر

سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر کی بھڑکھیل، اعلان کی سمجھ کے لیے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے خزانوں اور سمندر کے درمیان کیا نسبت؟ شیخ کا کہم کہ جود الہیہ دنیا و آخرت میں مخصوص ہو گیا اس لیے کہ عارض و مخالف ہے جود الہیہ نہ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جود متناہی نہیں، نہ اس کی حد ہے اور نہ اسے گرا کر کہا جاسکتا ہے۔ جب دنیا و آخرت (جن میں جن و انس کے سوا ہر کا تصور ہے) کہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے اتنی بھی نہیں کر سکتے جو سوئی سمندر سے کہ قہر ہے تو کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے درست ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا جود و کرم ان میں ہی منحصر ہے، وہ پانی سمندر کہاں گیا جو سوئی کے حاد و حاد تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی کرم سے محدود ہونے سے

اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہ ہے۔  
ظہری علیہ السلام میں شیعین کی غلطی:

یہ گائیہ کہنا کہ جب حضور ﷺ کا علم یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم کہاں ہے؟ یہ مشکل عقیدہ ہے۔ یہ بڑی خطرناک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی یہ حد ہے اور نہ اس کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق واجبات، اجازات اور مستحبات کے ساتھ ہے، اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے وہم سے بھی بلند ہے اور نہ غلطی کی یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو ان کا علم یا دنیا و آخرت میں محدود کر دیا ہے، افسوس کہ کوئی عاقل کیسے تصور کر سکتا ہے کہ لوح و قلم (جو مخلوق ہیں) کہ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں، اور اس تصور سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا کھو ہونا لازم آ رہا ہے۔ سبحان اللہ! شیخ کو قہر حضرت طبرانی نے نہ ہر سمجھ حدیث میں ہے اور حضرت فخر عیسیٰ السلام وہ دونوں حضرت موسیٰ کشنی میں بیٹھ گئے حضرت کو نظر کو انھوں (کشنی بان) نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے نہیں بٹھا لیا۔

فجاء عصفور فوقع علی  
حرف السیفین ففقر نفرة او نفر

تین فی البحر

حضرت نے فرمایا: اے موسیٰ!

ما نقص علمی و علمک من  
علم اللہ الا کثرة هذا العصفور  
فی البحر (صحیح البخاری کتاب العلم)  
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابن جریر کی روایت بہت ہی خوب ہے۔



ما علمى و علمك فى  
حسب علم الله الا كما اخذ هذا  
العصفور بمنقاره من البحر  
يقتله بجانته ليلى مثال ہے اور نہ سمندر کی تباہی و تباہی کیوں نہ ہو وہ سمندر اور علم الہی

غیر محدود ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے۔

قل لو كان البحر ممداد  
لكلمات ربى لنفد البحر قبل ان  
تنتفد كلمات ربى ولو جئنا بمثله  
مددا (سورۃ الکہف: ۶۰)

شیخ عظیمین کے کلام کا رد:

یہاں ہر مسلمان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیخ علم کو جو قلم تک ہی محدود  
مانتے رہے تو ان کی تخلیق سے پہلے علم الہی کہاں تھا کیونکہ دو این و کیف سے ماوراء ہے۔ انھیں یہ  
باد نہیں ہو پا کہ علم کا محور ہونا مخلوق کے علم کی صفت ہے اور یہ تو باری تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ  
قرار دیتا ہے اور انھیں یہ علم ہے عقیدہ اسلام میں تھی کہ کسی قدر خطر کیا ہے اور تنبیہ کے  
بارے میں علم و اسلام کا موقف کیا ہے؟ جب شیخ کا مقصد یہ ہے کہ کسی مخلوق میں وصف باری  
تعالیٰ نہیں پایا جا سکتا اور یہ اس کی تخریب و نقد ہے لہذا خدا ہے اور اس سے یہ زیادہ خطرناک یہ  
بات ہے کہ ہم باری تعالیٰ کے لیے مخلوق کی صفات ثابت کر رہے ہیں جیسا کہ شیخ مذکور نے کر دیا۔  
انھوں نے علم کو عالم دنیا و آخرت میں محصور کر دیا اور باری تعالیٰ کے ارشاد گرامی کی پروا ہی نہیں  
کی۔

ان الله كان بكل شيء عليمًا بلا شبهة و برہان سے جانے والا ہے

(النبا: ۱۳۳)

و ما انهم من العلم الا قليلا

اور جنہیں علم زیادہ تر محدود ہے۔

(۱ سورہ: ۳۹)

لوح و قلم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء میں سے ہیں۔ شیخ اس ارشاد نبوی سے غافل  
ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے علم پیدا فرمایا اور اسے فرمایا، لکھ، عرض کیا میرے رب کیا انھوں؟  
اکتب معافید کل شئی حتی تقوم الساعة قیامت تک ہر شے کی لکھ کر رکھ۔  
اس حدیث شرطیہ میں بالکل واضح ہے کہ علم۔ قیامت تک تقاریر لکھنے کا حکم ملا۔ یا  
قیامت کے بعد کا معاملہ تو اس سے واضح نہیں لکھ، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس  
سے کون سی چیز مانع ہے کہ جن اشیاء کو قلم نے نہیں لکھا ان پر اللہ تعالیٰ جسے چاہے مطلق فرمادے۔  
خصوصاً اپنے حبیب اور رسول خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کچھ ٹھوس کا تذکرہ کر رہا ہے۔  
ابن شمیم اور ان کے ساتھیوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ اسباب اور سموات میں غلط ملکہ  
دیتے ہیں۔ سبب ظاہری اور نفی میں فرق نہیں کر پاتے اور اس سے بھی غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
نے اسباب کو سموات کے ساتھ قائم فرما رکھا ہے شیخ پر تعجب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے فتویٰ  
میں خود اپنے فتویٰ کی تردید کر دی ہے جب ان سے سوال ہوا کہ کسی پر کرامتیں اللہ تعالیٰ نے کیا کرتے  
تھے۔

اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں

تو انھوں نے جواب میں کہا

قولہم اللہ ورسولہ اعلم جائز و ذلک لان علم الرسول صلی اللہ  
علیہ وسلم من علم اللہ، فاللہ تعالیٰ هو الذی یعلمہ ما لا یدر کہ البشرو  
لهذا انی بالواو۔ (المجوع الثمین من فتاویٰ العظیمین ۲/۱۳۲)

صحیحہ کا قول "اللہ ورسولہ اعلم" جائز ہے، کیونکہ رسول ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم

سے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جس کا اور اک انسان نہیں کر سکتا، اسی لیے درمیان میں واؤ ہے۔

**ثق علماء کی آراء میں اشعار کی تشریح**

اب ہم امام بصری کے اشعار کا جائزہ لیتے ہیں، کیا وہ کفریہ ہیں یا وہ قصیدہ کے تحت بہت ہی پسندیدہ اشعار میں سے ہیں۔ شیخ ابن شہین نے انھیں کفریہ قرار دیتے ہوئے یہ فتویٰ دیا۔  
 قلہ نظر اس بات کے کہ ان کی کاف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے غلو سے کام لیا جاتا ہے جو بندہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے خلاف نبیاد فرمایا، ان کے خون، اسواں اور اودا کو کھاج قرار دیا، ہم ان مداخل میں ایسے قہر سے سنتے ہیں جو کئی طور پر بندہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں جیسا کہ بصری کے اشعار میں یا حکوم الخلق الخ۔

کئی بات تو ہم ابن شہین سے یہ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے اس قصیدہ مبارکہ کی شرح اور اس پر نقاشیں، بصورت خمیس و تسبیح شیوں کا کرنا، غنائے کی جن، کیا وہ سارے شرک اکبر کی دعوت دینے والے تھے؟ اگر ہاں امت اس کو بڑھتے آئے، کیا وہ اس سے جا مل رہے جو شہ کو سمجھ آیا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں ہستی میں کرنے سے محفوظ رکھے، وہ ہم سے بچائے اور مسوخی کی دولت عطا فرمائے۔ اور امت کے سوا ادا غلو سے لگنے سے بچائے۔

**شارحین قصیدہ کا تذکرہ:**

یہاں کچھ شارحین قصیدہ بردہ کا تذکرہ بھی ملاحظہ کر لیجئے

(۱) ابو شامہ عہد الرحمن بن اسماعیل القندسی الشافعی المقرئ

البحوی المتوفی سنة ۵۶۹ھ

(۲) علی بن جابر بن موسیٰ الیمنی الشافعی المتوفی سنة ۷۷۷ھ

(۳) جمال الدین عبد اللہ بن یوسف المعروف بابن هشام النحوی

المتوفی سنة ۷۹۱ھ

(۴) شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن الزمردی

الشہر بابن الصانع المتوفی سنة ۷۷۶ھ

(۵) مسعود بن عمر المعروف بسعد الدین التفتازانی المتوفی

۷۹۷ھ

(۶) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن موزق القلمسانی المتوفی سنة

۷۹۱ھ وسماء "الاستیعاب لما فیها من البیان والاعراب" والہ شرح اخر سماء "الظهار حقیق المودعة فی شرح قصیدہ البردة".

(۷) حلال بن فوام بن الحکم و اسم شرحہ فی سنة ۷۹۴ھ

(۸) بدر الدین محمد بن بھادر الزرکشی المتوفی سنة ۷۹۴ھ

(۹) محمد البسطامی الشاعروزی المعروف بمصنفک المتوفی

سنة ۸۷۵ھ

(۱۰) شرف الدین علی الیزدی المتوفی سنة ۸۲۸ھ

(۱۱) کمال الدین حسین الخوارزمی المتوفی سنة ۸۳ھ

(۱۲) حلال الدین محمد بن احمد المجلی الشافعی المتوفی

۸۲۳ھ وسماء اللوار المصی فی مدح خیر البریة.

(۱۳) جلال الدین احمد بن محمد بن محمد الخجندی المتوفی سنة

۸۰۳ھ وسماء "طیب الحبيب هدية الى كل محب لبیب".

(۱۴) زین الدین ابو العز طاهر بن حسن المعروف بابن حبيب

الحلبی المتوفی سنة ۸۰۸ھ

(۱۵) الفاضل شہاب الدین الدولة آبادی المتوفی سنة ۸۳۹ھ

(۱۶) زین الدین حاکم بن عبد اللہ الاروری المتوفی سنہ ۹۰۵ ھ  
وسماه "الزبدۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ"

(۱۷) شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی سنہ ۹۲۳ ھ  
وسماه "مشارق الانوار المصنوعہ فی شرح الکواکب الدریۃ"

(۱۸) القاضی زکریا بن محمد الانصاری المتوفی سنہ ۹۲۶ ھ  
وسماه "الزبدۃ النوافع فی شرح قصیدۃ البردۃ الفائقۃ"

(۱۹) عبید اللہ محمد بن یعقوب المولی الفاری المتوفی سنہ  
۹۳۶ ھ

(۲۰) محیی الدین محمد بن مصطفی المعروف بشیخ زادہ المتوفی  
سنہ ۹۵۱ ھ

(۲۱) بدر الدین محمد بن محمد الغزی المتوفی سنہ ۹۸۳ ھ وسماه  
"الزبدۃ"

(۲۲) غیر الدین مختصر بن عمر العطوفی المتوفی سنہ ۹۸۳ ھ  
(۲۳) حسام الدین حسن بن محمد العباسی

(۲۴) احمد بن مصطفی الشہیر بلالی  
(۲۵) یحیی بن منصور بن یحیی الحمینی وسماه: "نتائج الافکار"

(۲۶) الامام فخر الدین احمد بن محمد بن ابی بکر الشیرازی  
وسماه "نزہۃ الطالبین وتحفۃ الراغبین"

(۲۷) القاضي الحسن بن محمد بن الحسن الحنفی النخعی  
(۲۸) یحیی بن زکریا الملقب وسماه "صدق المودۃ"

(۲۹) ابو العباس احمد الازدی المعروف بالفصار

(۳۰) حسن بن حسین الناقشی

(۳۱) شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن حسن الحنفی

(۳۲) علی بن سلطان المعروف بملا علی

۱۰۱۳ ھ

(۳۳) عبد الواحد بن احمد الانصاری المتوفی سنہ

"شفاء القلب الجريح"

(۳۴) محمد بن غور ابی بکر بن محمد بن غور

الحنفی اتم شرحہ فی سنہ ۱۰۳۸ ھ وسماه "الدردۃ النجیۃ فی شرح

الکواکب الدریۃ"

(۳۵) ابراہیم بن محمد الباجوری المتوفی سنہ ۱۲۷۶ ھ

(۳۶) القاضي عمر بن احمد الخربوتی وسماه "غصیدۃ الشہداء"

اشعار کی شرح:

ان میں سے بعض نے جو اشعار کی شرح لکھی وہ ملاحظہ کریں۔

شیخ خالد زہری یا اکرم الخلق۔۔۔ تاریخ کی تشکیک میں لکھتے ہیں،

اے تمام مخلوق سے بہتر ارور قیامت کے ہولناک موقع پر میرا تیرے سوا کوئی نہیں، اس

وقت تمام مخلوق آپ کے مرتبہ فریغ اور بارگاہ عظیم کی طرف رجوع کرے گی، یا رسول اللہ ﷺ

جب اللہ تعالیٰ تمہارا گویا دروں پر گرفت فرمائے گا اور معاملہ سخت ہوگا تو اس وقت آپ کا ہی سہارا

میرے کام آئے گا۔

اس شعر میں امام بوہری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان کیا کہ جب دور

الاقبال کے سردے سے بھی زیادہ قریب ہوگا اور خوف، قلق و اضطراب غولیں ہو جائے گی حتی کہ

نہاد آواز کریں گے کہ یہاں سے جان چھوٹ جائے خواہ ہم دوزخ میں جائیں۔ اس وقت

تمام حقوق حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف رجوع کرے گی۔ ابتداء سید آدم علیہ السلام سے ہوگی، پھر حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس آئیں گے۔ تمام کے تمام بذریعہ حق کر کے شفاعت سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے نفسی نفسی یہ تمام سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ ﷺ فرما کہیں گے۔

شفاعت کے لیے میں ہوں۔ انا لہا

تو امام یوسفی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوصی اور عظیم درجہ کا تذکرہ کیا ہے، اس پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ایسی کلمہ عطا فرمائے گا کہ میں ان پر اس وقت تک قارئین ہوں گا، پھر میں دو نماز کروں گا تو کہا جائے گا۔

باصحاح ارفع واسک و سل اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائے اور نعطہ و اشفع تشفع مانگے۔ آپ کو دیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت۔ سفارش قبول کی جائے گی۔

تو امام یوسفی نے شفاعت کو بری کا بیان کیا جس پر احادیث صحیحہ موجود ہیں اور یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق خاصہ ہے، اس کے علاوہ کبھی آپ کے لیے شفاعت ثابت نہیں۔

اس میں بتائیے عقیدہ کے خلاف کوئی چیز ہے؟

کیا یہ یقین ایمان نہیں؟ شفاعت کی ایک ایسی چیز ہے جو اہل سنت و جماعت ذکر و بیعت میں ان اہل بدعت سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں۔ انھوں نے بعض لوگ آپ کے لیے "کلمہ السخلی" تمام حقوق سے معذور اور بدلہ کے الفاظ بھی پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ درجہ مسلمہ طور پر آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، بلکہ آپ کی خصوصیت ہے۔ متعدد احادیث اس پر شاہد عادل ہیں ارشاد فرمائیے۔

میں آدم ولد آدم علی دینی میں اللہ تعالیٰ کے پاس تمام اولاد آدم سے معز ہوں۔

(سنن ترمذی، دارمی)

اور یہ تمام پر فرمایا

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ میں روز قیامت تمام اولاد آدم کا سربراہ ہوں گا

(صحیح مسلم، کتاب النصار)

ان کے الفاظ "مالی من الوالدہ" (میں کس کا سہارا ہوں) یہ بھی امور مسلمہ میں سے

ہے جس نے بھی حدیث شفاعت عامہ پر بھی ہے، وہ اسے تسلیم کرے گا اور یہ مقام تو قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

ومن الجبل فہ مسجد بہ فاقلة لک عسی ان یتغک و یک مقاما

محمودا (الاسراء ۷۹)

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھا کرو، یہ خاص تمہارے لیے اضافہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ رکھ کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

یہاں شفاعت منطقی کو مقام محمود کیا گیا ہے کیونکہ تمام مخلوق خواہ میں یا کافر فتنی دنیا یا

فاجر تمام اس مقام کے مدد سرا ہوں گے اور اس دن آپ کا واحد سہارا ہونا نہایت حق واضح

ہے کیونکہ اس دن تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام شفاعت سے غدار و قریں کرتے ہوئے

کہہ دیں گے نفسی نفسی!

کوئی گمراہ کہہ سکتا ہے اس دن جاوے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیوں نہ کر لیا جائے

اس کا جواب امام بلاذری نے دیا۔

اذا الکرم تجلی بدم صفو جب اللہ کریم اعلیٰ وقت انتقام میں جلوہ نما فرمائیگا

اس مقام پر ہمارے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شدت غضب الہی کی وجہ سے کوئی بھی

طلب تخفیف یا رحمت الہی کا مطالبہ نہ کر سکے گا جیسا کہ حدیث میں برہنی کا قول ہے۔

ان ربی عصب الیوم عصبالم غضب قبله ملأ ولن یغضب بعد ملأ  
میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ ناس سے پہلے اسے غضب میں تھا اور اب بھی ہو

جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث شفاعت میں ہے۔

تو ہاں کسی کا شافع ہو ضروری ہے اور وہ حبیب اعظم اور سید اکرم سیدنا محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حدیث شفاعت پر غور کر لیں تو عاخذ از خود اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ  
کسی شک و التباس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

### فان من جودک الدنیا

امام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ کا دوسرا شعر

فان من جودک الدنیا و حشرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

۱۔ صورة الدنیا آخرت

۲۔ السلوح۔ جسم اور مالی جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے قلم ہے جو کچھ ہوایا ہوئے وال  
ہے۔ تا قیامت سب کچھ اس میں لکھ دیا۔

۳۔ السقم۔ جسم اور مالی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ کیا اور حکم دیا کہ تا قیامت جوئے  
والے واقعات کو لکھ دے۔

۴۔ الجود۔ کسی غرض و غرض کے بغیر عطا کرنا۔

شعر کی تشریح:

شیخ خاوند ازہری کہتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا  
علم آپ کے علم سے ہے اور آپ ہی اس کے لکائی میں اور شفاعت میں آپ پر حق امتداد ہے۔  
شاہد ابوبکر باجوڑی (یہ تیرہویں صدی ہجری میں جامعہ ازہر کے شیخ تھے) یہاں دنیا سے  
مراد آخرت کے مقابل ہے۔ اس لیے شاعر نے حشر نہا کا لفظ لکھا اور یہاں مضاف مقدر ہے

حشر الیوم عصب الیوم عصبالم غضب قبله ملأ ولن یغضب بعد ملأ  
میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ ناس سے پہلے اسے غضب میں تھا اور اب بھی ہو

جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث شفاعت میں ہے۔  
تو ہاں کسی کا شافع ہو ضروری ہے اور وہ حبیب اعظم اور سید اکرم سیدنا محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حدیث شفاعت پر غور کر لیں تو عاخذ از خود اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ  
کسی شک و التباس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

لو نیست لیسارت معی حیال الذهب اگر میں چاہتا تو سونے کے پیاز میرے ساتھ چلتے  
(شرح اسدیہ ۲۸۸۴) (مجمع الزوائد ۱۹۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
لو نیت مغانیک کل شیئ الا الخمس مجھے ہر شے کی چاہی دے لی گئی مگر پانچ کی۔

اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا حکم، یہی بارش نازل کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے ہر شے میں کیا ہے؟  
تو لی کس شے میں؟ متا وہ بھی کیا کرے گا؟ کوئی نفس ضل جان و کماں مرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ ہم  
والہ او رخر والہ ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو ترک کر کے نبی میر ہونا پسند کیا کہ ایک دن وہ  
لہا میں اور ایک دن جوئے میں، پھر روز قیامت جب کوئی نبی بھی شفاعت کی ہمت نہ پائے  
گا تو ہمارے والدین ان پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے لیے آگے بڑھیں گے  
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا جلال و غضب درخشاں کرم سے بدل جائے گا۔ لوگوں کو پھر بولنا کی محتات  
مل جائے گی۔ تاہم اس سے بڑھ کر کیا جوہر و کرم ہو سکتا ہے، بلکہ جوہر و کرم کا مرتبہ اس مقام  
اعظم سے کہیں نیچے ہے۔

پھر ہم بھی جانتے ہیں کہ دنیا و آخرت اسلام کے لیے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
راہ راہ و عملی اسلام ہیں اس پر واضح دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کے دن یہ فرمان ہے۔

اللهم ان تهلك هذه العصابة فلي تعبد في الارض  
سنة الله انما يتركوه بلابك جوتي توشين بين يدي عبادة له يوتي  
الاعتقالي كادرا ثرا ربي -  
والارض وضعها ملائكة اور زمین کو مقررے مخلوق کے لیے بنادیا۔  
(ابن جریر ۱۰)

انامہ حقوق - اس میں سے سب سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے تو  
یہ زمین آپ ﷺ کے لیے طریق اولی ہوگی۔

الذین انما كانهم

هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا ووزات جس سے تمہارا رتبہ ہے  
(البقرہ ۲۹۰) فرمایا جو تمام زمین میں ہے

پھر دنیا کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں پتھر کے پتے پر اور بھی نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے  
(سنن ابن ماجہ ۴۱۰۰) (سنن ترمذی ۲۲۲۱)

تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہ ہوگا کہ وہ تمام دنیا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما  
دے یا نام یومیری کے شہر میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ فسان من جود ذک النساء و  
حضرتهما، پھر عرب کا استقبال کرتے ہیں اور یہی کہ اس مسئلہ سب سے بوس کا منکر ہے وہ  
تو قصہ حدیث کا منکر حضور ہے، ہم یومیری کے کام میں قرینہ سویت کی بنیاد پر مجاز مرسل پاتے  
ہیں، ان کی مراد یہ ہے آپ کے جود میں سے دنیا میں لوگوں کو ہدایت دینا اور یہی ہدایت رب  
العالمین سے ملنے والی ہے اور یہ دنیا آخرت میں اچھی زندگی کا سبب ہے، آپ کے جود میں  
آخرت کی شفاعت بھی ہے اور آئندہ سید پر علاقہ مجاز ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔

وینزل لكم من السماء رزقا وورده نازل فرماتا ہے آسمان سے تمہارا لیے رزق

(سورۃ المؤمن ۱۳۰)

یعنی وہ تمہارا نازل فرماتا ہے وہ پانی ہے اور پانی مختلف اوراق کا سبب ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوح و قلم کے علوم جانتے ہیں؟

ہاں یومیری کا یہ فرمان (لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا حصہ ہے) بعض لوگوں نے اس پر  
تفکیق کی اور اسے غلط قرار دیا، میں تو یہاں صرف قارئین کو ان احادیث مبارکہ میں غور و فکر  
کرنے کی دعوت دوں گا تاکہ معامدہ افکار ہو جائے۔

۱۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، چارہ لوگوں نے آپ صلی  
اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے۔ جب سوالات تکفیرات اختیار کر گئے تو آپ ﷺ ایک دن منبر  
انور پر تشریف لائے اور فرمایا:

سلو بی لانسئلونی عن شیئ  
بارے میں بھی پوچھو جس سے تمہاروں کا

الابینہ لکم  
جب صحابہ کرام نے سنا تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں  
نے انہیں دیکھے، انہیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر لے کر دوڑا تھا" ایک آدمی (علاء) جس کی  
قبہ ابھی غیر والد کی طرف کرتے تھے اس نے عرض کیا، یا نبی اللہ!

من ای! میرا اللہ کون ہے؟

فرمایا:

ابو کتبہ حذیفہ

تیرے والد اللہ ہی ہیں

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیے۔

رضینا باللہ ربنا وبلاسلام دینا و لمحمد رسولنا

ہم اللہ کے رب، اسلام کے، نبی اور آپ ﷺ کے رسول ہونے پر نہایت ہی خوش و

خوش ہوں ہیں۔



اور اللہ تعالیٰ سے سوا اللہ سے بڑھتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خیر و شر کو  
تبع کی طرح ابھی نہیں دیکھا۔ جنت و دوزخ کو میرے لیے مسخر کر دیا گیا اور انھیں میں نے اس  
دیار سے بھی قریب دیکھا۔ (مسلم ۲۵۵۸)

۲۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے  
درمیان تھکے لیے نکلتے ہوئے۔

فاخیر ما عى بدء الخلق حتى  
دخل اهل الجنة منازلهم و  
اهل النار منازلهم حفظ ذلك من  
حفظه و سببه من سببه.  
پہلے ہمیں جنت کی ابتداء سے  
دخول جنت کے جنت میں اور اسی دوزخ کے  
دوزخ میں داخل ہونے تک کے بارے  
میں خبر دی، جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا  
جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

۳۔ امام ابو داؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ اللہ کی قسم! میں نے جان  
بہرے سنا حتیٰ کہ ایسے گئے ہیں یا بھول گئے ہیں۔

والسلامة من رسول الله  
صلى الله عليه وسلم من فائدة فائدة  
الى ان تنقضى الدنيا ببلغ من ثلث  
مساواة فصاعدًا الى ما لا يساوي  
بما صعد و اسم ايده و اسم فيلته  
(سنن ابی داؤد ۳۴۳۳)

۴۔ حدیث انتہائی بڑی، اعلیٰ (آسمانی مخلوق کا انتہائی) حصہ امام احمد نے مسند میں،  
دارمی و ترمذی اور حنفی سے نقل کیا ہے۔ اس میں الفاظ ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میرے سامان  
لئے درمیان دوست اللہ سے رکھ۔

فعلمت ما في السموات والارض  
توسلے نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں  
ہے۔

پھر آپ نے یہ بات مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وكذلك نرى اسرائيل ملكوت السموات والارض و ليكون من  
الموفقين (سورة الانعام ۷۵)  
اور اسی طرح ہم نے اسرائیل کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھائیں تاکہ وہ بوجھے  
ایمان والوں میں

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

لعلمني لى كل شىء و عرفت  
طبرانی کے الفاظ میں  
فعلمني لى كل شىء  
مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا۔

(مسند احمد ۳۸۵، (دارمی ۱۲۲۲)، (طبرانی ۲۹۲۱)

۵۔ صحابی عظیم حضرت امک بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نعت کہتے ہوئے  
جو کچھ کہا اسے سامنے رکھیے۔

ما ان رأيت ولا سمعت بواحد  
فى الناس كلهم كمثل محمد  
او لى لى اعطى لى جبريل لى محمدا  
ومنى تشاء يتخيرك عما فى غد  
(الاصحاح ۶۳۹) (اسد الغابہ ۲۵)

اور میں نے کسی کو جبریل علیہ السلام سے زیادہ عطا فرمائے والے نہیں دیکھا  
اور میں نے تشاء سے پہلے جان لیا، اس نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے۔

اسئل اللہ علیک الکتاب  
والحکیمۃ و عندک ما لم نر  
تعلیم و کان فضل اللہ علیک  
عظیما۔ (سورۃ النساء ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب، نصرت نازل  
کی اور آپ کو علم دیا، ہر اس شے کا کشف تم نے  
جانتے ہوئے اور تم پر اس کا تعلیم افضل ہے

آیت مبارکہ میں لفظ ”ما“ عموم و شمول پر دلیل ہے جسکی جو علوم اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و  
رسل کو عطا فرمائے، حضور ﷺ کو وہ بھی عطا فرمائے اور ان کے علاوہ بھی دینے سے انعام کے  
شمول پر دلیل ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوح و قلم کے علوم کی تعلیم دی  
ہے تو اس میں کیا اظہال ہو سکتے ہے، کیا تم نے ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ نہیں دیکھے۔

فعلیٰ لی کل شیء و عرفت  
فصلیٰ لی کل شیء و عرفت

مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا، مجھ پر  
برائے آشکارا ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔  
کیا لوح و قلم، اشیاء میں داخل نہیں، سبحان اللہ! کچھ ایسے عقول ہوتے ہیں  
جو نہ جاننے والی شے کا انکار کر کے عقلا اور اپنا جیتے ہیں۔ انھیں چاہیے وہ اپنے آپ کی صفات  
کریں۔

پھر جنت و دوزخ کی معرفت، ابتداء خلق کی اطلاع اور عباد و مخلوق دخول جنت کے معاملات  
بیان کرنا جو لوح و قلم سے زائد ہیں جو قلم نے وہاں نہیں لکھے کیونکہ قیامت کے بعد کہ علم تو باہر  
مکتوب ہی نہیں، ہاں! وہاں جو کچھ قیامت تک ہوتا ہے، وہی کتاب ہے، وہ فصلیٰ علی کل  
شیء اور علمت ما فی السموات والارض میں کیوں شامل نہ ہوگا۔

تو اب بالکل آشکار ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو لوح محفوظ میں کتبے  
جائے دے کر جو علوم عطا فرمائے ہیں، ان سے گمراہی محض بتا دینے کا کیا جائے بلکہ یہ  
ایمان کا مسئلہ ہے کیونکہ حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ جو کرم فرماتا ہے ان کا تسلیم کرنا آپ کا  
حق ہے اور یہ تقاضا ہے ایمان سے۔

یاد رکھو! جو علوم و کرامات اللہ تعالیٰ کی طرح یہ قول ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ  
نے اپنے بیٹے یا ان میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کر چکی ہے یا اس کی طرح دیگر تعریات ایسے  
عالم راہ و مردود ہیں جس میں شبہ کی تکفیل ہی نہیں۔ خود امام بوہری نے اس پر اس قصیدہ میں  
ایمان ہے۔

دع ما ادعہ النصارى فی نبیہم  
واحکم بما شئت مدحافہ و  
کی مدت میں کہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شاندار و بلند ہر صاحب قلم، صاحب منبر، پیکر ارادہ  
و فیض و وعظ کرنے والے کو صواب کی توفیق دے، قصداً اللہ تعالیٰ کی ذات کے خوالے سے  
کیونکہ یہاں قدم پھیلنے کا معنی ایمان ہے ہاتھ دھونا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے رسول ﷺ کی محبت پر جمع فرمائے اور ہمیں تمام  
مسلمانوں کے بارے میں امن کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا فرما  
دے کیونکہ یہ اوقات امت مسلمہ کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دین کے  
خدام کو کثیر، طہارت اور بدعتی کے فتوؤں سے باز رہنے کی توفیق دے کیونکہ اس سے دشمن  
میرے اور دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ  
تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و سلم۔

بعض لوگ حضور ﷺ کے علم شریف کو لوح و قلم کے علم سے کم مانتے اور اپنے موقف پر  
بغداد رہتے ہیں حتیٰ کہ قصیدہ درود شریف کے ان مبارک اشعار خان من جودک۔ الخ پر  
اعتراض کرتے ہوئے انھیں شریک بتاتے ہیں۔ اس موضوع پر وہی کے عالم دین اور دین  
اوقات اشیع یعنی بن مانع غلط کے تحقیق مضمون کا اردو ترجمہ آپ پر بھیجے گا۔ اسی موقف کی  
تائید میں جامعہ اشرفیہ لاہور کی شائع کردہ مشہور دیوبندی عالم مولانا سید احمد غازی مطہری

بجوری کی "دری تعمیر" سے ایک اہم اقتباس پیش خدمت ہے۔ جو انھوں نے سورہ علق کے تحت رقم کیا۔

انسان کا علم لوح و قلم سے بھی زیادہ ہے

مشہور دینی باندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری بجوری کی "دری تعمیر" سے ایک اقتباس

علم الانسان مالم يعلم اس سے پہلی آیت میں تعلیم کے ایک خاص ذریعہ کا ذکر تھا۔ جو عام طور پر تعلیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی قلم کے ذریعہ تعلیم، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل تعلیم دینے والا تو حق بھانہ و تعالیٰ ہے۔ وہی موثر و قاطعی ہے۔ اگر وہ تعلیم نہ دینا چاہے تو قلم بھی اس کے حق میں بے سود ہے۔ اور وہ تعلیم دینا چاہے تو تعلیم دینے میں اس سبب الاسباب و معلم حقیقی کو قلم کی حاجت نہیں۔ وہ بغیر کسی سبب ظاہری کے بھی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور قلم کے علاوہ دوسرے اسباب اور ذریعوں سے بھی دے سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم دیا جس سے وہ نادانیت تھا۔ آیت میں ظہر یا کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کا ذکر نہ فرماتے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی یہ تعلیم انسان کی ابتداء سے آفرینش سے جاری ہے۔ اول اس میں عقل پیدا کی جو سب سے بڑا ذریعہ علم ہے۔ انسان اپنی عقل سے خود بغیر کسی تعلیم کے بہت سی چیزیں سمجھتا ہے، پھر اس کے پس و پیش میں اپنی قدرت کا کلمہ کے ایسے مناظر و دلائل قدرت نے دکھ دیے ہیں کہ جن کا مشاہدہ کر کے وہ اپنی عقل کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا ہے۔ پھر وہی دالہام کے ذریعہ بہت سی چیزوں کا علم انسان کو دیا اور حقیقی چیزوں کا علم انسان کے ذہن میں بلا کسی واسطہ کے خود بخود پیدا فرمادیا۔ ایک بے شعور چرہ پا کے حیث سے پیدا ہونے کے بعد اپنے مرکز غذا یعنی ماں کی چھاتیوں کو پہچان لیتا ہے۔ پھر ان سے دودھ حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی چان لیتا ہے۔ یہ اس کو کون کھاسکتا تھا کہ چھاتیوں کو دبا کر اس ترکیب سے دودھ چوس کر نکلے۔ یہ علم حقیقی کی قدرتی تعلیم ہی کا کرشمہ ہے۔

پھر رونے کا ہنسنے کا قدرت نے ولادت کے ساتھ ہی سکھا دیا۔ بچہ کا یہ رونے اس کی تمام ضرورت کے پورا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کو روکنا ہوا دیکھ کر ماں باپ اس فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ کس کو کیسے کیسے یا کون سے ذریعہ سے اس کی بھوک، پیاس، سردی، گرمی وغیرہ کی تمام ضروریات ان کو دینی ہے کہ پوری ہوتی ہیں۔ یہ رونے کی تعلیم قدرت کے سامنے کون کون سے کتنا تھا؟ اور کس طرح وہ سکتا تھا؟ اس قسم کے تمام علوم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار خصوصاً حضرت انسان کے ذہن میں بغیر کسی ذریعہ کے اپنی قدرت سے پیدا فرما دیئے ہیں۔ اس کے بعد پھر ذہنی تعمیر اور عقلی تعلیم وغیرہ دے کر یہ ان کو ہم وحیہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اعطی کل شی خلقہ ثم ہدی۔

یہاں عالم تعلیم (جس کو وہ چاہتا نہ تھا) کی قید کی بنا پر ضرورت نہ تھی، کیونکہ تعمیر تو اسی بزرگ کی ہوتی ہے جس کو انسان نہیں جانتا۔ یہ قید اس وجہ سے بڑھائی کہ خدا داد علم و ہنر کو انسان اپنا ذاتی کمال نہ سمجھتی تھی۔ صالحہ معلم سے سمجھ کر دی کہ ہر انسان پر اپنا وقت بھی آیا ہے جب وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے اخرجہم من بطون انما انکم لانتعلمون شینا (اللہ نے تم کو کھدائی ماؤں کے دھنیاں سے ان کی حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے) معلوم ہوا کہ انسان کو جو بھی علم و ہنر ملا ہے وہ اس کا اپنا ذاتی کمال نہیں۔ سب خالق و مالک ہی کا عطیہ ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا نبی کریم ﷺ کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو تعلیم دی گئی۔ وعلیم آدم الاسماء کلہا۔ اور نبی کریم ﷺ وہ آخری پیغمبر ہیں جن کی ذات ہی میں تمام انبیائے سابقین کے علوم اور لوح و قلم کے علوم موجود ہیں۔

ان من خودم الذلذبا و مافیہا حذر تلمذ من علو ملک علم اللوح و القلم۔

(میں نے دنیا و دنیاویہ دنیا آپ کی شادمانی کا ایک جز ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے ہم کا ایک

انسان کا علم لوح محفوظ سے بھی نرا مکمل ہے:

علم الانسان مالم يعلم کون بالعلم کی قید سے متنبہ نہیں فرمایا اور مفعول بہ الانسان کو ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلے جملہ میں مفعول بہ ذکر نہیں کیا۔ اور بالعلم کی قید کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا علم اور کائنات سے نرا مکمل ہے کیونکہ پہلے جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور دوسری مخلوق (ملائک و غیرہ) سب کو ظلم کے ذریعہ سے علم دیا ہے۔ اور قسم سے دیا ہوا ہمہ تمام کا تمام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ کوئی چھوٹی، بڑی، خشک و تر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔ لیکن انسان کو دیا ہوا علم مکتوب لوح محفوظ کے علاوہ بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: نو علیہم آدم الاسماء کتھا اگر علم آدم صرف وہی تھا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے تو فرشتے جو اب کیوں نہ بن سکے۔ اور سب سے شک لا علم لانا کے ساتھ معذرت کیوں کی؟ پھر اللہ تعالیٰ کا علم حضوری وقت ہم سے۔ مسموئ نہیں کر لوح محفوظ اس کو محیط ہو سکے۔ اور قسم اس کو کچھ نہ تھے۔ (منظہری) یہاں تک سورہ اقرآن کی دو پانچ آیات ہمیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کی آیات کا فی عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ باقی آیات و غیرہ سورہ تک ایہ جن متعلق ہیں اور ابتدائے وقتی دنوت کے وقت مکہ میں کوئی بھی آپ کا مخالف نہ تھا۔ اہل مکہ آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے پکارتے اور آپ سے محبت و تعظیم کا برتاؤ کرتے تھے۔ ابو جہل کی مخالفت و دشمنی خصوصاً نماز سے روکنے کا واقعہ جو آئے آنے والی آیات میں مذکور ہے ظاہر ہے کہ اس وقت کا یہ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت و دعوت کا اعلان فرمایا تھا۔ اور شرب معراج میں آپ کو نماز کا حکم ہو چکا تھا۔



# مفتی محمد سید خان قادری

کادینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

آئیے قریب سے دیکھیں

شرح، اہل سک مٹراں دیں

حضور ﷺ کے آباء کی شانیں

والدین سے ملنے کے لئے کا زندہ ہو کر ایمان لا نا

مزاں نبوی ﷺ

علماء شہر کے تمام اہم پیغام

اللہ اللہ تعالیٰ کی باتیں (لہذا یاد دلائے محمد)

جسم نبوی ﷺ کی خوشبو

کیا سنگ مدینہ پہلو اٹا جائز ہے

ہرمکان کا اچال ہمارا نبی ﷺ

مستعد اعظمی

سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ

مسئلہ ترک جہل کے لئے علم کی روشنی

محبت اور اخلاقت نبوی ﷺ

آنکھوں میں بس گیا سراپا تصویر ﷺ کا

فعل پاک حضور ﷺ

صحابہ اور علم نبوی ﷺ

روح ایمان، محبت نبوی ﷺ

امام احمد رضا اور مسئلہ شتم نبوت ﷺ

تفسیر سورۃ آلکوثر

تفسیر سورۃ القدر

تقدیر و رد و اعتراضات کا جواب

امامت اور غلام

تفسیر سورۃ النبی والہم تشریح

معراج حبیب ﷺ

شاہکار روایت ﷺ

ایمان والہ بن مہطف ﷺ

حضور ﷺ کا سفر حج

امتیاز امت مہطف ﷺ

در رسول ﷺ کی حاضری

و خاتمہ مدینہ

محفل میاں در اعتراضات کا علمی محاسبہ

قدس اکبر علی حضور ﷺ

شرح سلام رضا

نور حد اسید و غیب کے گھر

ترجمہ شش ہفت روزہ کیسے حاصل کیا جائے

حضور ﷺ نے متعلقہ کلام کیوں فرمائے

اسلام اور تقدیر و ازدواج

اسلام میں چھٹی کا تصور

مسک صدیق اکبر علی رسول ﷺ

شب قدر اور ان کی فضیلت

سونا اور تصور رسول ﷺ

حاکمان ہندوستان کی کیا کیفیت جذب و مسی

اسلام اور احترام والدین

جلد بن مہطف ﷺ کے پاس مسیح صلی علیہ وسلم

والدین مہطف ﷺ جتنی ہیں

نسب نبوی ﷺ کا مقام

وصفہ انبیاء

اسلام اور خدمت خلق

تحریک تحفظ نامی رسالت کی تاریخی کامیابی

فضیلت و رد و اسلام

آثار رسول ﷺ کی عظمتیں

حضور ﷺ و رمضان کیسے گزارتے؟

صحابہ کی وصیتیں

رفعت و ذکر نبوی ﷺ

کیا رسول اللہ ﷺ نے جنت پر سکون چاہا؟

حضور ﷺ کی رشتائی باتیں

ترک روزہ پر شرعی و عقیدہ

عورت کی امامت کا مسئلہ

عورت کی کتابت کا مسئلہ

مہتاب النجم

مہتاب المنطق

معارف الاحکام

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم